ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

محمد رمضان

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔

ڈاکٹر ظفر حسین ظفر

استاد شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

دیوانِ غالب مرتبہ مالک رام(۱۹۵۷ء)کا تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Ramzan
Ph.D Scholar, Department of Urdu, AIlama Iqbal Open University, Islamabad
Dr. Zafar Hussain Zafar
Associate Professor, Department of Urdu, AIlama Iqbal Open University, Islamabad

An Analytical Study of Deewan-e-Ghalib Edited by Malik Ram (1957)

Ghalib lies at a prominent place in Urdu poetry. His Urdu Diwan was edited five times during his life while it was edited enormously by different research scholars after that. Among all these editions, the Diwan edited by Malik Ram gets an important and prominent position due to its critical concepts and featuring, as it includes almost all the verses of Ghalib. The second prominance was obtainted by "Nuskha Arshi."

Keywords: *Manuscript, Deewan-e-Ghalib, Mutadawal Deewan-e-Ghalib, Personal Manuscript, Difference among manuscript, Text.*

غالب ہماری شاعری کی آبرو ہیں۔ ان کی شاعرانہ عظمت کو ان کی زندگی ہی میں سراہا گیا اور انھیں "سر خیلِ انجمن نکتہ داں" قرار دیا گیا۔[1] انھیں اپنے ہم عصر شعرا پر اس لحاظ سے بھی تفوق حاصل ہے کہ ان کا اردو دیوان ان کی حیات ہی میں پانچ بار زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔

۱۔ پہلا ایڈیشن ۱۸۴۱ء میں مطبع سید الاخبار دہلی سے شائع ہوا۔

۲۔ دوسرا ایڈیشن ۱۸۴۷ء میں مطبع صادق الاخبار دہلی سے چھپا۔

۳۔ تیسرا ایڈیشن ۱۸۶۱ء کو مطبع احمدی واقع شاہدرہ دہلی سے مطبوع ہوا۔

۴۔ چوتھا ایڈیشن، غالب کی اپنی اصلاح کے ساتھ ۱۸۶۲ء میں مطبع نظامی کان پور سے چھپا۔

۵۔ پانچواں ایڈیشن ۱۸۶۳ء میں منشی شیو نرائن آرام نے مطبع مفید الخلائق آگرہ سے شائع کیا۔

لالہ جے نرائن نے ۱۸۶۳ء میں دہلی سے ذوق، غالب اور مومن کے کلام کا انتخاب "نگارستانِ سخن" کے نام سے شائع کیا جس میں ۳۵ شعروں کو حذف کر کے دیوانِ غالب کی تقریباً تمام غزلیں ملتی ہیں۔

ان کی زندگی کے بعد کئی مدونین نے دیوان غالب کی تدوین کی جن میں سے ڈاکٹر عبد اللطیف، شیخ اکرام، حسرت موہانی کے ایڈیشنز، نسخہ طاہر، تاج ایڈ یشن، نسخہ مالک رام اور نسخہ عرشی قابل ذکر ہیں۔ دیوان غالب کے مر تبین میں ایک اہم نام "مالک رام" کا ہے۔ جناب مالک رام نے غالب کے اردو دیوان کا ایک تحقیقی ایڈ یشن مرتب کر کے پہلی بار اسے آزاد کتاب گھر دلی سے ۱۹۵۷ء میں شائع کیا۔ ان کا مرتبہ دیوان غالب (اردو) ۳۵۹ صفحات کو محیط ہے۔ اس کی ترتیب کچھ یوں ہے: پہلے چار صفحات پر غلط نامہ ہے۔ اس کے بعد مالک رام کا تحریر کردہ مقدمہ صفحہ ۷ سے ۳۶ تک ہے جو کہ ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۳۷ پر غالب کی تحریر کا عکس دیا گیا ہے، پھر صفحہ ۳۷ سے ۴۰ تک غالب کا ۱۲۴۸ھ والا فارسی دیباچہ ہے۔ اس سے آگے ۳۱۹ صفحات پر مشتمل (صفحہ ۴۱ تا ۳۵۹) متن ہے۔ متن کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ صفحہ ۴۱ سے ۲۸۰ تک نظامی ایڈیشن ۱۸۶۲ء کے مطابق متداول دیوانِ غالب کا متن ہے جس میں صفحہ ۴۱ تا ۲۴۳ تک الف بائی طریقے سے ردیف وار غزلیں دی گئی ہیں۔ صفحہ ۲۴۴ سے ۲۴۴ تک چار قصائد ہیں جو منقبت میں ہیں۔ صفحہ ۲۵۴ سے ۲۵۶ تک چار غزلیں ہیں۔ پھر ایک قصیدہ (صبح دم دروازہ خاور کھلا) صفحہ ۲۵۶ سے ۲۵۸ تک ہے۔ اس کے بعد ایک غزل صفحہ ۲۵۸ سے ۲۵۹ تک اور ایک مثنوی (در صفت انبہ) صفحہ ۲۶۱ سے ۲۶۲ تک ہیں۔ آگے قطعات شروع ہوتے ہیں، ان قطعات کے عنوانات قائم کیے گئے ہیں اور یہ صفحہ ۲۶۲ سے ۲۷۷ تک ہیں۔ اس کے بعد رباعیات صفحہ ۲۷۷ سے ۲۸۰ تک ہیں۔

صفحہ ۲۸۱ سے ۳۲۴ تک "تتمہ" کے عنوان سے ایسا کلام شامل کیا گیا جو متداول دیوان میں نہیں، بل کہ دوسرے ذریعوں سے لیا گیا ہے۔ اس حصے میں غزلیات، قصائد، مثنوی، سہرے، قطعات، منظوم خطوط، بہ نام علائی، مرثیہ، سلام، رباعیات اور فردیات شامل ہیں۔

آخر میں ۳۳ صفحات پر نسخہ حمیدیہ سے لے کر قلم زد اشعار کا انتخاب دیا گیا ہے، جس میں غزلیں اور فردیات شامل ہیں۔ اس طرح دیوانِ غالب نسخہ مالک رام کے تینوں حصوں میں اشعار کی تعداد حسبِ ذیل ہے:

پہلا حصہ (متداول دیوان کا متن) ۱۸۰۲ اشعار

دوسرا حصّہ (تتمہ) ۳۲۱ اشعار

تیسرا حصہ (انتخاب نسخہ حمیدیہ) ۲۹۵ اشعار

کل اشعار ۲۴۵۸ اشعار

"دیوانِ غالب مرتبہ مالک رام" کا اصولِ تدوین کی رُو سے جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالک رام نے سب سے پہلے ۳۰ صفحات (صفحہ ۷ تا ۳۶) پر مشتمل تحقیقی مقدمہ تحریر کیا ہے، یہ مقدمہ نہ تو ایسا ہے کہ:

لکھتے نامہ، لکھا گیا دفتر
شوق نے بات کیا بڑھائی ہے

نہ ہی یہ اتنا مختصر ہے کہ ضروری معلومات ہی نہ مل سکیں۔ یہ مقدمہ مختصر مگر جامع ہے اور "بہ قامت کم تر و بہ قیمت بہتر" کا ایک اچھا نمونہ ہے۔

اس مقدمے میں مالک رام نے سب سے پہلے غالب کی شعر گوئی کے آغاز کے زمانے کا تعین ان کے اپنے بیانات اور خطوط کے حوالے سے کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ بچپن ہی سے شعر کہنے لگے تھے۔[۲]
اس کے بعد "یادگار غالب (حالی)" سے کچھ اور شہادتیں پیش کر کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ:

"غرض ان شہادتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ دس برس کی عمر میں اچھے خاصے شعر کہنے لگے تھے۔"[۳]

مقدمے میں مرزا کے تخلص ــــــ "اسد سے غالب تک" کے بارے میں پر مغز معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے مشکل پسندی کی روش ترک کر کے کب اور کیوں آسان زبان میں شعر کہنے شروع کیے، اس بارے میں معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں نیز غالب کے موجودہ دیوان کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ ان کے ایک بڑے دیوان کا انتخاب ہے جسے غالب نے منسوخ کر دیا تھا لیکن حسنِ اتفاق سے ان کا یہ دیوان جس سے یہ انتخاب کیا گیا تھا، دَستِ بُردِ زمانہ سے محفوظ رہا۔ اس کا ایک قلمی نسخہ بھوپال کے ریاستی کتب خانے سے دستیاب ہوا، جہاں سے یہ ۱۹۲۱ء میں "نسخہ حمیدیہ" کے نام سے شائع ہوا۔ "نسخہ حمیدیہ" کے کے تعارف کے بعد بتایا گیا ہے کہ غالب کی زندگی میں ان کا اردو دیوان پانچ مرتبہ شائع ہوا، جس کی تفصیل پہلے دی جا چکی ہے۔

مقدمے میں دیوانِ غالب کے مذکورہ پانچوں ایڈیشنوں اور نگارستانِ سخن کا تفصیلی تعارف کرایا گیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے "نسخہ مالک رام" کی ترتیب سے بحث کی ہے جو ان کا اصلی موضوعِ سخن ہے۔ ان کی دیدہ ریزی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اور کام کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اس نسخہ کی ترتیب میں مندرجہ ذیل دواوین، مجموعہ ہائے خطوط اور "انتخاب" سے کام لیا ہے:

۱۔ دیوان غالب، مطبع نظامی، کانپور، ۱۸۶۲ء
۲۔ مطبع احمدی کا وہ نسخہ، جسے غالب نے خود درست کیا تھا اور مطبع نظامی کے ایڈیشن کا گویا مسودہ تھا (مخزونہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد، دیوان نمبر ۹۹۸)
۳۔ منشی شیو نرائن آرام کے مطبع مفید الخلائق کا ایڈیشن (۱۸۶۳ء)
۴۔ "انشائے غالب" کا قلمی نسخہ، مملوکہ ڈاکٹر عبد الستار صدیقی
۵۔ اردوئے معلیٰ
۶۔ انتخاب غالب (رام پور)، ۱۹۶۲ء
۷۔ نسخہ حمیدیہ (بھوپال)، ۱۹۲۱ء
۸۔ نادرات غالب (کراچی)، ۱۹۴۹ء
۹۔ گلستانِ سخن (دہلی)، ۱۸۶۳ء

اپنے مرتبہ دیوان کے دوسرے حصّے (تتمہ) کے لیے انھوں نے جن مآخذ (کتب، رسائل، تذکرے، بیاضیں، وغیرہ) کو انتخابِ کلام یا اختلافِ نسخ کے طور پر استعمال کیا، کی ایک فہرست حسب ذیل ہے:

۱۔ متفرقات غالب (مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب)، ہندوستان پریس، رام پور، ۱۹۴۷ء
۲۔ دیوانِ غالب مرتبہ حسرت موہانی
۳۔ لطائفِ غیبی
۴۔ یادگارِ غالب (حالی)
۵۔ خطوطِ غالب (مہیش پرشاد، مالک رام)، سرفراز قومی پریس، لکھنؤ، ۱۹۶۲ء
۶۔ دیوان معروف (نواب الٰہی بخش خان معروف)
۷۔ لال قلعہ کی ایک جھلک (ناصر نذیر فراق)، امپیریل پرنٹنگ پریس، دہلی
۸۔ "یہ دلّی ہے" (سید یوسف بخاری)
۹۔ خم خانہ جاوید

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۱۰۔ جلوہ خضر

۱۱۔ عیار الشعرا (خوب چند ذکا)، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن

۱۲۔ عمدہ منتخبہ (قلمی)

۱۳۔ بیاض نواب علا الدین احمد خان علائی (قلمی)

رسائل

۱۔ الناظر، لکھنؤ، دسمبر ۱۹۳۴ئ

۲۔ گلدستہ نازنیناں (مولوی کریم الدین)، مطبوعہ ۱۸۴۵ء

۳۔ ہمایوں، لاہور، ۱۹۳۹ء ۴۔ الہلال، کلکتہ، ۲۲ جولائی ۱۹۱۴ء

۵۔ آج کل، دہلی، ۱۵، جون ۱۹۴۳ء ۶۔ دہلی اردو اخبار

۷۔ کمال، دہلی، ۱۹۱۰ء ۸۔ نگار، لکھن، ستمبر ۱۹۴۴ء

غرض پورے مقدمے کے مطالعے سے مالک رام کی محنت اور صبر و استقلال سے کام کرنے کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

مقدمے کے بعد نفسِ دیوان شروع ہوتا ہے۔ یہ تین حصّوں پر مشتمل ہے:

(۱) پہلے حصے (ص ۱۴۱ تا ۲۸۰) میں نظامی ایڈیشن ۱۸۶۲ء کے مطابق متداول دیوانِ غالب کا متن دیا گیا ہے اور فٹ نوٹ میں اختلافِ نسخ اور دیگر ضروری حواشی درج ہیں۔

(۲) "تتمہ" کے عنوان سے دوسرا حصہ (ص ۲۸۱ تا ۳۲۴) تک ہے جس میں غالب کے منتشر کلام کو متداول دیوان کے علاوہ دوسرے مآخذ سے جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فٹ نوٹ میں مآخذ کا حوالہ بھی درج ہے۔

(۳) تیسرے حصّے (ص ۳۲۷ تا ۳۵۹) میں نسخہ حمیدیہ کا انتخاب شامل کیا گیا ہے۔

مذکورہ تینوں حصوں کا تعارف شروع میں دیا جاچکا ہے۔ اپنی ترتیب کے طریقہ کار کا ذکر کرتے ہوئے جناب مالک رام نے لکھا:

> "آپ کے ہاتھ میں جو دیوان ہے، اس کا متن مطبع نظامی کانپور کے ایڈیشن (۱۸۶۲ء) پر مبنی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اصل میں ہر جگہ "مجکو"، "مجسے" وغیرہ چھپا ہے اور میں نے موجودہ اسلوب کو مدِّنظر رکھتے ہوئے سہولت کے لیے پورا "مجھ" لکھ دیا ہے۔ ایک اور

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN (Online): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

تبدیلی یہ کی کہ پرانے رواج کے مطابق پیش کی جگہ جو "وا" لکھی جاتی تھی مثلاً "اوس"، "اودھر" وغیرہ۔ اس وا کو خارج کر کے اس کی جگہ پیش لکھ دی ہے۔"(۴)

مذکورہ اقتباس سے دو(۲) باتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ جناب مالک رام نے "بہترین متن" کے اصول کو اختیار نہیں کیا، بل کہ متن کے انتخاب کا پرانا طریقہ اپنایا ہے جس میں کسی ایک نسخے کو اساسی نسخہ قرار دے کر باقی نسخوں کے اختلافات کی نشان دہی کر دی جاتی تھی۔ تدوین کا یہ طریقہ کار اپنانے والوں کے لیے ضروری نہیں ہوتا کہ متن میں اختلافات کی صورت میں وہ اپنے تنقیدی شعور سے کام لیتے ہوئے یہ طے کریں کہ کون سی صورت بہتر ہے اور کیوں؟

۲۔ "دیوانِ غالب، نسخہ مالک رام" کا متن، مطبع نظامی والے ایڈیشن کے مطابق ہے۔ اس سے قدیم تر نسخوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں جناب مرتب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"اختلافِ نسخ میں اس سے پہلے کے تمام مطبوعہ نسخوں کو دانستہ نظر انداز کر دیا ہے کیوں کہ جب غالب نے مطبع احمدی کا متن دیکھ کر اور اسے درست کر کے دیوان مطبع نظامی میں چھپوایا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انھوں نے متن ہمیشہ کے لیے خود طے کر دیا۔ اب اس سے پہلے کے ایڈیشنوں کو ہم نہ صرف متن میں استعمال نہیں کر سکتے، بل کہ وہ شاید اختلافِ نسخ کے تحت بھی نہیں آئیں گے۔"(۵)

موجودہ مطبوعہ نسخہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ:

"دیوانِ غالب مطبع نظامی کے نسخے میں غلطیاں موجود تھیں۔ یہ دعوا بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے پہلے کے ایڈیشنوں میں ہر لفظ غلط تھا۔(۶) ایسی صورت میں مطبع نظامی کے نسخے کے متن کو بنیادی متن کی حیثیت دینا اور پہلے کے نسخوں کو اتنا غلط سمجھ لینا کہ انھیں "دانستہ نظر انداز کر دیں"۔ انتہا پسندانہ رویہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ غالب نے مطبع احمدی سے چھپنے والے دیوان کی تصحیح کردہ نُسخے سے جو غلطیاں ممکن ہیں، انھیں بھی محض اس لیے دور نہ کرنا کہ اس نسخے کی کاپی غالب کے تصحیح کردہ نسخے سے تیار ہوئی تھی، صحیح نہیں ہو سکتا۔

جناب مرتب کا یہ قول کہ انھوں نے "مُج" کی جگہ "مجھ" اور "اُودھر" کی جگہ "اُدھر" لکھ دیا ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ انھوں نے موجودہ دیوان میں آج کے مروّجہ رسم الخط اور املا کو قبول کیا ہے۔ یہ طریقہ کار بہت مفید ہے کیوں کہ اس سے آج کے قاری کو اشعار کے پڑھنے میں کسی دِقت یا الجھن کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

جناب مالک رام نے اس طرح اپنے طریقہ تدوین کی وضاحت کر کے قارئین کے لیے سہولت کی ایک صورت پیدا کر دی ہے۔ اب اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ انھوں نے ان اصولوں پر کس حد تک عمل کیا ہے؟

۱۔ دیوان میں بعض جگہ اس نوعیت کے حواشی درج ہیں۔

صفحہ نمبر	شعر	حاشیہ
۹۹	گزری نہ بہر حال یہ مدت خوش وناخوش کرنا(۲) تھاجواں مرگ! گزارا کوئی دن اور	۲۔اصل میں "کرتا" چھپاہے جو کتابت کی غلطی ہے۔ "ش" میں ٹھیک "کرنا" ہی ہے۔
۱۲۲	تماشا کہ(۱) اے محوِ آئینہ داری تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں	ا۔ح: کر
۱۳۰	کم نہیں، جلوہ گری میں، ترے کوچے(۲) سے بہت بہشت یہی نقشہ ہے، ولے اس قدر آباد نہیں	۲ حَب: کوچہ

ان حواشی سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود مالک رام کے نزدیک مطبع نظامی کے نسخے میں غلطیاں تھیں اور ان غلطیوں کی تصحیح کے لیے انھیں ش (منشی شیونرائن کے مطبع مفید الخلائق کا ایڈیشن ۱۸۶۳ء)، ح (نسخہ حمیدیہ بھوپال ۱۹۲۱ء) اور "حَب" (انتخاب غالب، رام پور ۱۹۴۲ء) وغیرہ سے بھی مدد لینی پڑی۔ اس سے دو(۲) باتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ نسخہ مالک رام کے بارے میں یہ دعوا کہ "اس کا متن مطبع نظامی کانپور کے ایڈیشن پر مبنی ہے" درست نہیں۔

۲۔ مطبع نظامی کے نسخے کا متن خود مرتب کے نزدیک ایسا نہیں کہ اس پر مکمل اعتماد کیا جا سکے، اس کے مقابلے میں دوسرے نسخوں کا متن بعض مقامات پر قابلِ ترجیح ہے۔ ایسی صورتِ حال میں پہلے نسخوں کا "دانستہ نظر انداز کرنا" مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ بعد کے نسخوں کے مقابلے میں غالب کی زندگی کے نسخے بہر حال بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

۲۔ درج بالا شعری مثالوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مرتب نے متن کی تصحیح میں اپنی علمیت اور تنقیدی شعور سے بھی کام لینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ یہ ایک قابلِ قدر بات ہے۔ چند اور مثالیں ملاحظہ ہوں:

صفحہ نمبر	شعر	حاشیہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN (Online): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۱۱۸	نغمہائے ا غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے بے صدا ہو جائے گا، یہ سازِ ہستی ایک دن	ا ش: نغمہ ہائے
۹۵	یارب! وہ نہ (ا) سمجھے ہیں، نہ سمجھیں گے مری بات دے اور دل ان کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اور	ا۔ م: نہ وہ
۸۶	لو ہم مریضِ عشق کے بیمار دار (۳) ہیں اچھا اگر نہ ہو، تو مسیحا کا کیا علاج؟	۳۔ تیمار دار

ظاہر ہے کہ "نغمہ ہائے" کو "نغمہائے"، "نہ وہ" کو "وہ نہ" کہنا اور لکھنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس میں بھی شبہ نہیں کہ مالک رام جیسا قابل آدمی ان الفاظ کے املا، تلفظ اور بر محل استعمال سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔

صفحہ ۸۶ پر مالک رام نے "بیمار دار" کی جگہ "تیمار دار" حاشیہ میں لکھا ہے اور اس کے لیے کسی ماخذ کا حوالہ دینا ضروری نہیں سمجھا۔ گویا یہ بات کہ "بیمار دار" کی جگہ "تیمار دار" زیادہ صحیح ہے، مرتب نے خوب سوچ سمجھ کر لکھی ہے لیکن ایسی صورت میں متن میں غلط املا، تلفظ اور لفظ کو جگہ دینے کے لیے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، خصوصاً اس وقت جب کہ مذکورہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مدوّن نے لازماً ایک نسخے کو بنیاد نہیں بنایا بل کہ دوسرے نسخوں سے جابہ جا متن کی تصحیح بھی کی ہے۔ بہ ظاہر ایسا لگتا ہے کہ مالک رام نے ایک اصول پر کاربند رہنے کی بجائے اپنی سہولت اور اپنی پسند سے زیادہ کام لیا ہے۔

۳۔ مقدمہ میں املا کی تصحیح کے اعتراف کے باوجود ایسے مقامات جہاں املا کھٹکتا ہے، کافی ہیں:

صفحہ نمبر	شعر	حاشیہ
۱۱۲	وہ حلقہائے (ا) زلف، کمیں میں ہیں اے خدا رکھ لیجیو میرے دعویٰ وارفتگی کی شرم	ا: ش: حلقہ ہائے
۱۱۲	تھی وہ ایک (ا) شخص کے تصور سے اب وہ رعنائیِ خیال کہاں	ا: ش: اک
۲۰۷	نگہ گرم سے ایک (ا) آگ ٹپکتی ہے اسد ہے چراغاں، خس و خاشاکِ گلستاں مجھ کو	ا۔ اصل میں "اک" چھپا ہے، اغ سے درستی کی گئی۔

لفظ "ایک"، 'اک' اور 'یک' تینوں صورتوں میں درست بھی ہے اور مروّج بھی۔ آخری مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتب نے اس کی کتابت میں موزونیت کا بھی خیال رکھا ہے لیکن ایسی مثالیں پورے دیوان میں بہت کم ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں شعر ۲ اور ۵ میں متن میں "ایک" لکھا ہے جو قطعی غیر موزوں ہے لیکن اس غیر موزوں صورت ہی کو متن میں رہنے دیا گیا۔ اسی طرح "حلقہاے" کے ساتھ "حلقہ ہاے" لکھ کر کم از کم اختلاف کی نشان دہی کی گئی ہے لیکن صفحہ ۴۵ پر یہ شعر ہے:

تالیف نسخہاے وفا کر رہا تھا میں
مجموعہ خیال ابھی فرد فرد تھا

اس شعر میں "نسخہاے" کے ساتھ "نسخہ ہاے" لکھنے کی تکلیف گوارا نہیں کی گئی۔ اس سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ املا اور تلفظ کے معاملے میں بھی مرتب نے خود کو ہر پابندی اور اصول سے آزاد رکھا۔

۴۔ املا کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابلِ ذکر ہے۔ تحریر کی بہتر صورت یہ ہے کہ جیسا بولیں ویسا لکھیں یا کم از کم قافیے اور ترکیب کی صورت میں املا تلفظ کے مطابق ہو۔ عہدِ غالب تک قلمی اور مطبوعہ کتابوں کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ "الف"، ہائے ہوز اور یاے حطی کے محلِّ استعمال کا تعین پورے طور پر نہیں ہو سکا تھا۔ بعض الفاظ مثلاً زمانہ، نقشہ وغیرہ کو جب دکھانا اور دریا کے ساتھ قافیہ کرتے تھے تو آخری میں ہائے ہوز کی جگہ الف لکھتے تھے لیکن جب انھیں عربی، فارسی الفاظ کے ساتھ قافیہ میں لاتے تھے تو الف نہیں لکھتے تھے لیکن اس کا التزام عام طور پر نہیں تھا۔ البتہ آج کل متن کی تصحیح کرتے ہوئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ مرتب موقع اور محل کی مناسبت سے املا درست کرلے جیسا کہ زیرِ نظر دیوان کے فاضِل مرتب کرنے کا دعوا بھی کیا ہے البتہ انھوں نے "الف" ہا اور یا کے محلِّ استعمال کے ضمن میں غالباً توجہ نہیں دی۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

صفحہ نمبر	شعر	حاشیہ	کیفیت
۴۸	کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ (۱)، تیرے جلوہ(۲) نے کرے جو پرتَوِ خورشید، عالم شبنمستان کا	۱: ش: نقشا ۲: ش: جلوے	اصل میں خانے کے ساتھ "جلوہ" اور "نقشہ" کو صحیح تسلیم کرنے کی وجہ ظاہر نہیں۔ حیرت ہے کہ اس تضاد کو محسوس نہیں کیا گیا۔
۶۱	قطرہ(۱) میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل	۱: ش: قطرے	

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدہ بینا نہ ہوا

۱۸۰ اپنی گلی میں، مجھ کو نہ کر دفن، بعد قتل ا۔ح: پتہ میرے پتے(ا) سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے

اس موقع پر ہائے ہوز کی دو صورتوں (ھ، ہہ) کے محل استعمال کا ذکر بھی مناسب ہے۔ ہائے دوچشمی کا نام ہائے مخلوط ہے اور اس حرکت کو اردو میں صرف انھیں الفاظ میں استعمال کرنا مناسب ہے جہاں مخلوط (ہندی) آوازوں کا اظہار مقصود ہو مثلاً بھی، پھر، گھر وغیرہ۔ جہاں ہائے ہوز کی آواز منفرد اور الگ ہو وہاں دوچشمی (ھ) کا استعمال اردو میں مناسب نہیں مثلاً پہر کو پھر، بَہی کو بھی، گُہر کو گھر کی صورت سے لکھنا غلط ہو گا۔ صفحہ ۸۹۱ پر مصرع اس طرح لکھا ہے :

حاشیہ	مصرع
۳۔ تمہی	تمہیں ۳ کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

یہاں پر "تمھیں" چاہیے۔

۵۔ قدیم مخطوطات اور مطبوعات میں حروف منقوطہ پر نقطوں کی تعداد اور یائے معروف اور یائے مجہول وغیرہ کے محلِ استعمال کا اس طور پر التزام نہیں کیا جاتا ہے جیسا کہ آج ہے۔ قدیم رسم الخط سے واقف لوگ اس التزام کے نہ ہونے کے باوجود اس عہد کی تحریروں کی قرات میں دقت محسوس نہیں کرتے۔ زیرِ نظر دیوان میں اس نوعیت کے اختلافات کی نشان دہی اکثر کی گئی ہے۔ مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

صفحہ نمبر مصرع حاشیہ

کیفیت

۴۷ وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودوں کے (۲) طاقِ نسیاں کا ۱: خب: کی۔

۶۳ گر نگاہِ گرم فرماتی رہی، تعلیمِ ضبط : کرم یہ نہیں بتایا گیا کہ "کرم" کس نسخے میں لکھا ہوا ہے۔ مصرعے کے وزن پر غور کریں تو "گرم" ہی پڑھا جائے گا۔

۶۴ زخم گر دب گیا، لہو نہ تھنبا(۴) ۴ش: تھما

رائج الوقت املا "تھما" ہے لیکن قدما "تھنبا" ہی لکھتے تھے۔ مرتب نے اپنے دعوے کے برعکس یہاں قدیم املا ہی قبول کیا ہے۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۱۴۸ ہوا چرچا میرے پانوں کی زنجیر بننے کا ا :ش:پانو اس عہد میں املا "پانو" ہی مروّج تھا چنانچہ زیرِ نظر دیوان کے صفحہ ۱۴۱-۱۵۰ پر "پاں" کی ردیف کی غزل لکھی ہے۔ اس میں ہر جگہ "پانو" ہی لکھا ہے

درج بالا مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ مرتب نے اختلاف نسخ کے بارے میں قدیم رسمِ تحریر کی خصوصیات کو ملحوظ نہیں رکھا اور بعض مقامات پر متن میں غلطیوں کو بھی جگہ دی ہے جیسے "بیخودوں کے طاق" لکھا۔ املا سے متعلق یہ چند مثالیں سرسری طور پر نقل کی گئی ہیں۔ تلاش کرنے سے متن میں ایسے اور مقامات بھی مل جائیں گے جن سے شعر کی قرات، شعر کی زبان اور شعر کی معنویت میں دقت پیدا ہو گئی ہے۔

اب معنی اور مفہوم کے اختلاف کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

صفحہ نمبر	مصرع	حاشیہ	کیفیت
۴۷	ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں (ا) بھی راضی، کہ کبھی	ا:پہ	کسی ماخذ کا حوالہ نہ دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ فاضل مرتب کے نزدیک شعر میں "پہ" مناسب تر تھا۔ پھر اسے متن میں جگہ نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟
۵۲	واں، وہ فرقِ ناز (۳) محوِ بالشِ کم خواب تھا	۳۔زیب	ماخذ کا حوالہ درج نہیں۔ مرتب کے نزدیک شعر میں "زیب" ہی مناسب تر تھا لیکن اسے متن میں جگہ نہیں دی گئی
۱۲۴	ہے تیوری چڑھی ہوئی، اندر نقاب کے	(ا) تیوری چڑھی ہوئی ہے،	بغیر ماخذ کے حوالے کے یہ حاشیہ خود مرتب جو اندر نقاب کے ہی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں "تیوری" کو "توری" پڑھیے تو مصرع موزوں ہو گا۔

مذکورہ بالا مثالیں ان حواشی کی ہیں جن کے لیے کسی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا گیا گویا غالب کے اشعار میں جناب مرتب کو کوئی معنوی سقم محسوس ہوا، انھوں نے اسے دور کرنے کے لیے کوئی دوسرا لفظ تجویز کر دیا۔

یہاں چند ایسے مقامات کی نشان دہی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جہاں مرتب نے ایک نسخے کے صحیح الفاظ کو حاشیہ پر لکھا ہے اور متن میں اس کے مقابلے میں کم تر درجے کے الفاظ کو جگہ دی ہے:

صفحہ نمبر	شعر	حاشیہ	کیفیت
۱۱۹	پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی (ا)	ح: سخن کی مَیں	شعر میں "کلام کی" کی بجائے "سخن کی میں" ہی روح القدس اگرچہ، مرا ہم زباں نہیں مناسب ہے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

۱۲۸ ظلم کر، ظلم! اگر لطف دریغ آتا ہو(۱) ش:ہے شعر میں "ہے" ہی مناسب ہے۔
تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں

۱۶۸ ہَے ہَے، خدا نخواستہ، وہ اور دشمنی! ح:ذوق شعر میں "شوق" کے بجائے "ذوق" ہی مناسب ہے
اے شوق(۱)، منفعل، یہ تجھے کیا خیال ہے؟

مرتب نے بعض جگہ نہایت مفید اور معلومات افزا حواشی بھی لکھے ہیں، مثلاً غالب کے مشہور سہرے سے متعلق صفحہ ۳۱۲ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"شہزادہ جواں بخت کا نکاح یکم اپریل ۱۸۵۲ء کو ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سہرا اس تقریب سے دوچار دن پہلے لکھا گیا ہو گا لیکن دیوان کے جو تین ایڈیشن اس کے بعد شائع ہوئے، میرزا نے اس سہرے کو ان میں شامل نہیں کیا۔ حال آں کہ "بیان مصنف" جو اسی کا نتیجہ اور شاخسانہ تھا، وہ سب میں موجود ہے، البتہ "نگارستان سخن" (۱۸۶۳ء) میں شامل ہے۔ بعد میں یہ غالباً "آبِ حیات" (مصنفہ مولانا محمد حسین آزاد) سے لے کر دیوان میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ سہرا اسی زمانے میں دہلی اردو اخبار اور قران السّعدین میں چھپا تھا۔"[۷]

اسی طرح غالب کے ذیل کے مقطع کی بابت حاشیہ میں لکھا ہے:

مقطع:

غالب! وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دعا
وہ دن گئے کہ کہتے تھے "نوکر نہیں ہوں میں"

حاشیہ:

"جب بادشاہ دہلی نے مجھ کو نوکر رکھا اور خطاب دیا اور........ تو میں نے ایک غزل طرزِ تازہ پر لکھی۔
مقطع اس کا ہے۔
غالب وظیفہ خوار ہو................
اب مقطع کی صورت بدل کر حضور کی نذر کرتا ہوں........"[۸]

کئی محققین نے دیوان غالب مرتبہ مالک رام میں تسامحات کی نشان دہی کی ہے ان میں جناب رشید حسن خاں سر فہرست ہیں۔ جنھوں نے "دیوانِ غالب صدی ایڈیشن" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ ان کا یہ مضمون

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

"اردو تحقیق اور مالک رام" مرتبہ شاہد اعظمی میں شامل ہے۔ رشید حسن خاں نے بہت سی تسامحات کی نشان دہی کی ہے جن میں سے چند اہم حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ حیدر آباد کی آصفیہ لائبریری میں دیوانِ غالب مطبوعہ مطبع احمدی ۱۸۶۱ء کا ایک نسخہ موجود ہے جس کی تصحیح خود غالب نے کی ہے۔ اس کے آخری صفحے پر غالب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط بہ نام محمد حسین خاں (مالک مطبع احمدی) ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کی تصحیح خود غالب نے کی تھی۔ جناب مالک رام نے خود حیدر آباد جا کر مطبع نظامی کے ایڈیشن کا موازنہ غالب کے اس تصحیح کردہ نسخے سے نہیں کیا بلکہ نصیر الدین ہاشمی صاحب کو خط لکھا:

"یہ دیوانِ غالب اس لیے بھیج رہا ہوں کہ آپ کے وہاں جو نسخہ مطبع احمدی (۱۸۶۱ء) والا ہے جس پر خود غالب کے ہاتھ کی تصحیحات ہیں جو گویا مطبع نظامی والے ایڈیشن (۱۸۶۲ء) کا مسودہ تھا، اسے دیکھ کر تمام اختلافات اس پر درج فرمائیں۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس نسخے اور اس میں کس حد تک تفاوت ہے۔ اگر تفاوت نہ ہو تو اس صورت میں نشان دہی کر کے اسے واپس بھیج دیں کہ کہاں کہاں غالب نے کوئی لفظ بدلا تھا۔

آپ کو زحمت دے رہا ہوں لیکن اُمید ہے آپ اسے گوارا فرمائیں گے اور اس کام کو جلد کر کے یہ نسخہ ہفتے عشرے میں میرے پاس واپس بھیج دیں گے۔"[9]

دونوں مذکورہ نسخوں کے تقابل کا کام نصیر الدین ہاشمی صاحب کو سونپنا ضرور ایک کوتاہی ہے۔ مرتب کو یہ کام خود کرنا چاہیے تھا۔ اگر وہ خود ان نسخوں کا تقابل کرتے تو ان کے فیصلے زیادہ باوثوق ہوتے۔

۲۔ رشید حسن خان کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ دیوانِ غالب مرتبہ مالک رام میں غالب کے املا کی پابندی نہیں کی گئی مثلاً غالب "پاں" کو "پانو"، خورشید" کو "خرشید" اور خوشنودی" کو خشنودی "لکھتے تھے۔[10]

دیوانِ غالب مرتبہ مالک رام (۱۹۵۷ء) میں "پاؤں" کی ردیف کی ایک غزل (ص ۱۴۹۔ ۱۵۰) ملتی ہے جہاں غالب کے املا کے مطابق اس کا املا "پانو" ہی درج ہے۔ دوسرے الفاظ کے املا کو ضرور جدید املا سے بدلا گیا ہے جس کا دعوا خود مالک رام نے مقدمہ میں کیا ہے۔ غالب کے املا کو جدید املا میں تبدیل کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

"غالب کا املا غالب کے زمانے کے لیے تھا۔ آج اس کی تقلید کرنا حال کو ماضی میں بند کرنا ہے۔۔۔۔ اگر غالب "خرشید" کو صحیح املا قرار دیتے ہیں تو دیں۔ ہم اگر دوسری تحریروں میں

رائج الوقف املا "خورشید" لکھتے ہیں تو دیوانِ غالب کی اشاعت میں بھی "خورشید" لکھنا چاہیے۔"(۱۱)

ڈاکٹر گیان چند، نادم سیتا پوری اور ڈاکٹر ابو محمد سحر نے دیوانِ غالب مرتبہ مالک رام میں الحاقی کلام کے حوالے سے تسامحات کی نشاندہی کی ہے۔ مذکورہ دیوان میں ایک غزل چھپی، جس کا مطلع ہے:

بھولے سے کاش وہ ادھر آئیں تو شام ہو
کیا لطف ہو جو ابلقِ دوراں بھی رام ہو

اور مقطع ہے:

پیرانہ سال غالب مے کش کرے گا کیا
بھوپال میں مزید جو دو دن قیام ہو

ڈاکٹر گیان چند نے مذکورہ غزل کے الحاقی کلام ہونے کی نشان دہی اپنی کتاب "غالب شناس، مالک رام" میں کی۔(۱۲) جناب نادم سیتا پوری نے "بھوپال والی غزل" (۱۳) کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو ان کی کتاب "غالب کے کلام میں الحاقی عناصر" میں شامل ہے۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر نے "دیوانِ غالب، اپریل فول اور اہلِ تحقیق" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو "ہماری زبان" علی گڑھ کی ۸ جنوری۱۹۶۹ء کی ایک اشاعت میں شامل ہوا۔ انھوں نے "بھوپال والی غزل" پر چند تحقیقی زاویوں سے روشنی ڈالی ہے۔ ان کے نزدیک مالک رام کی یہ غلطی اتنا بڑا ادبی و تحقیقی سانحہ ہے جسے شاید کبھی بھی معاف نہیں کیا جاسکے گا۔ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں:

"اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ اردو تحقیق کا سب سے "عبرت انگیز" واقعہ کیا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ "دیوان غالب" مرتبہ مالک رام میں اس غزل کی شمولیت جس کا مقطع ہے:

پیرانہ سال غالب میکش کرے گا کیا
بھوپال میں مزید جو دن دن قیام ہو"(۱۴)

مذکورہ غزل کو دیوان میں شامل کرنے کے ضمن میں مالک رام لکھتے ہیں:

"یہ غزل پہلی مرتبہ "دین و دنیا" دہلی میں شائع ہوئی تھی۔ وہاں سے "ہمایوں" (لاہور) میں نقل ہوئی۔ میں نے اسے "ہمایوں" (اپریل ۱۹۳۹ء) سے لے کر شاملِ دیوان (غالب) کیا۔ (۱۵)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

دیوان میں شامل کرنے کے بعد بھی مالک رام نے تحقیق جاری رکھی اور خود ان کی تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ یہ غزل مولوی محمد ابراہیم خلیل، سابق صدر مدرس (شعبہ اردو، فارسی، عربی) نارمل ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ بھوپال نے "اپریل فول" کے طور پر لکھی تھی اور اسی زمانے میں سکول کے پرچے "گوہر تعلیم" کے اپریل ۱۹۳۷ء کے شمارے میں شائع بھی ہوئی تھی۔[۱۶] مالک رام نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ دیوانِ غالب کے بعد کے ایڈیشنوں میں اس غزل کو حذف کر لیا بل کہ مولانا امتیاز علی عرشی کو خط لکھا کہ کہیں وہ بھی میری طرح اسے اپنے مرتبہ دیوان میں شامل نہ کر لیں لیکن اس وقت دیوانِ غالب نسخہ عرشی کا یہ حصّہ چھپ چکا تھا۔ بہر حال انھوں نے "غلط نامہ" میں اس کی تصحیح کر دی۔ اس نادانستہ غلطی کے اعتراف سے جناب مالک رام کی تحقیقی دیانتداری کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی ضمن میں نادم سیتاپوری لکھتے ہیں:

"جہاں تک جناب مالک رام کے ادبی اور تحقیقی کردار کا تعلق ہے وہ بہر نوع شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض وقت ان کی کاوشِ تحقیق کو "ذوقِ جستجو" میں منزلِ مقصود تک پہنچنے میں خلافِ توقع کچھ زیادہ مسافت طے کرنا پڑتی ہے لیکن اس تاخیر کا اثر نہ تو ان کے دیانتدارانہ کردار پر پڑتا ہے اور نہ اصابت رائے پر۔"[۱۷]

مالک رام نے سید یوسف بخاری کی کتاب "یہ دِلّی ہے" سے لے کر غالب کی پتنگ بازی کے زمانے کی ایک مثنوی اپنے مرتبہ دیوان میں شامل کی ہے جس کا پہلا شعر ہے:

ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی
لے کے دل سر رشتہ آزادگی

اور آخری شعر:

"رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست"

نادم سیتاپوری کو اس مثنوی کے کلام غالب ہونے میں کلام ہے اور وہ اسے الحاقی سمجھتے ہیں۔[۱۸]

مالک رام نے درج ذیل چھے اشعار نواب علاالدین احمد خان (والی لوہارو) کی بیاض سے لے کر شاملِ دیوان کیے:

ہم کیا کہیں کسی سے، کیا ہے طریق اپنا!

مذہب نہیں ہے کوئی، ملت نہیں ہے کوئی
گلشن دہر بھی، ہے کوئی سرائے ماتم
شبنم اس باغ میں جب آئے، تو گریاں آئے
دو رنگیاں یہ زمانے کی جیتے جی ہیں سب
کہ مردوں کو نہ بدلتے ہوئے کفن دیکھا
پھر مرتبہ بڑھایا مرا، نفی غیر نے
آیا ہر ایک مکاں نظر، لامکاں مجھے
پیری میں بھی کمی نہ ہوئی جھانک تانک کی
روزن کی طرح دید کا آزار رہ گیا
وہ مرغ ہے خزاں کی صعوبت سے بے خبر
آئندہ سال تک جو گرفتار رہ گیا(۱۹)

نادم سیتا پوری کے مطابق مذکورہ بالا چھے اشعار غالب کے نہیں بل کہ نواب علا الدین احمد خاں (والی لوہارو) کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا امتیاز علی عرشی نے اپنے مرتبہ دیوان غالب میں مذکورہ اشعار میں سے پہلے تین اشعار کو شامل ہی نہیں کیا اور آخری تین اشعار کو دیوان میں شامل کرتے ہوئے یہ نوٹ لکھا کہ "یہ شعر مجھے "بیاض علائی" میں نہیں ملے۔ جناب مالک رام کے مرتبہ "دیوانِ غالب" سے نقل کیے گئے ہیں۔ بظاہر یہ خود علائی کے ہیں۔" (۲۰)

ترتیب و تدوین کے سلسلے میں ان اسقام کے باوجود دیوانِ غالب کا یہ ایڈیشن کئی لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدوّن کلام کی تلاش میں کس کس طرح ضروری ماخذ تک رسائی حاصل کرتا ہے اور کہاں کہاں سے ایک ایک لفظ اور ایک ایک شعر جمع کر کے دیوان پورا کرتا ہے۔

اس دیوان میں مرتب نے نسخہ حمیدیہ کا انتخاب، دیوانِ غالب کے مختلف ایڈیشنوں، تذکروں اور دوسری کتابوں میں غالب کے جو زائد اشعار ملے، وہ بھی شامل کیے ہیں۔ اس طرح کلامِ غالب کا یہ ایک اچھا اور کسی حد تک مکمل مجموعہ تیار ہو گیا اسی لیے جناب نادم سیتا پوری نے اسے "کلیاتِ غالب" کہا ہے۔(۲۱) بہر حال یہ کہنا بے جانہ ہو

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

گا کہ دیوانِ غالب مرتبہ مالک رام، کلام غالب کا پہلا تحقیقی ایڈیشن ہے جس کی بدولت دیوان غالب کی ترتیب و تدوین کے نئے چراغ روشن ہوئے جیسا کہ نادم سیتاپوری لکھتے ہیں:

"اردو دیوان کا یہ ایڈیشن (نسخہ مالک رام) اپنی صوری و معنوی خوبیوں کے اعتبار سے ایک ایسا نقشِ اوّل ہے جس نے دیوان کی ترتیب و تدوین کے نئے چراغ روشن کیے ہیں اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ جناب مالک رام نے وقت کے تقاضوں کی اہمیت کا پورا پورا اندازہ کر کے پہلی بار غالب کے متداول دیوان اور اس تمام منتشر کلام کی شیرازہ بندی کرنے کی کوشش کی ہے جو ادھر اُدھر بکھرا ہوا تھا۔"(۲۲)

فاضل مرتب نے دیوانِ غالب کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں جو مشقت اٹھائی، وہ بہر حال قابلِ قدر ہے۔ ان کی محنتِ شاقہ کو دیکھتے ہوئے تین چیزوں کی کمی بری طرح محسوس ہوتی ہے، فہرست، کتابیات اور فرہنگ۔ اگر کچھ صفحات ان کے لیے بھی دے دیئے جاتے تو قارئین کا بہت سا وقت بچ جاتا۔

حوالہ جات

۱۔ نواب ضیاءالدین احمد خان نیر رخشاں نے اپنی ایک تقریظ میں غالب کو "سر خیلِ انجمن نکتہ داں" قرار دیا۔ ان کی یہ تقریظ دیوان غالب اردو کی پہلی اشاعت (۱۸۴۱) کے ساتھ شامل ہوئی۔

۲۔ غالب: دیوانِ غالب (مرتبہ مالک رام)، مقدمہ، دلّی، آزاد کتاب گھر، ۱۹۵۷ئ، ص۸

۳۔ ایضاً، ص۱۰

۴۔ ایضاً، ص۳۱، ۳۲

۵۔ ایضاً، ص۳۲

۶۔ خود مالک رام نے دیوان غالب نسخہ عرشی پر تبصرہ کرتے ہوئے عرشی صاحب کے اس کام کو سراہا ہے جس میں انھوں نے قلمی نسخوں کے علاوہ غالب کی زندگی کے پانچوں ایڈیشنوں کو سامنے رکھا۔ مالک رام کا یہ تبصرہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے رسالے "فکر و نظر" کی جنوری ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں چھپا۔

۷۔ غالب: دیوان غالب (مرتبہ مالک رام)، محولہ بالا، ص۳۱۲

۸۔ ایضاً، ص۱۳۵۔۱۳۶

۹۔ شمیم جہاں (مرتب)، خطوط مالک رام، نئی دِلّی، ڈی / ۵۰، منٹو روڈ، ۱۹۹۷ء، ص۲۷۹

۱۰۔ رشید حسن خاں: ”دیوان غالب: صدی ایڈیشن“ مشمولہ اردو تحقیق اور مالک رام، مرتبہ شاہد اعظمی، دہلی نمبر ۶، ادارہ تحقیق، ۶، ۱۹۷۵ء، ص ۶۳۔۶۸

۱۱۔ گیان چند، ڈاکٹر، غالب شناس، مالک رام، کراچی، ادارہ یادگار غالب، ۲۰۰۲، ص ۱۰۵

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۰۱،۱۰

۱۳۔ نادم سیتاپوری: ”غالب کے کلام میں الحاقی عناصر“، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، س ن، ص ۱۸۷۔۲۰۱

۱۴۔ بحوالہ، نادم سیتاپوری، خیابانِ غالب، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹۷۰ء، ص ۱۷۶

۱۵۔ مالک رام کا ایک خط بہ نام نادم سیتاپوری، مشمولہ ”خیابان غالب“ محولہ بالا، ص ۱۸۰۔۱۸۱

۱۶۔ مالک رام: ”دیوانِ غالب (نسخہ عرشی)“ مشمولہ فکر و نظر، علی گڑھ، جنوری ۱۹۶۱ء، ص ۱۵۰۔۱۵۱

۱۷۔ نادم سیتاپوری : ”غالب کے کلام میں الحاقی عناصر“ ، محولہ بالا، ص ۱۹۹

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ غالب: دیوان غالب (مرتبہ مالک رام)، محولہ بالا، ص ۳۰۷۔۳۰۸

۲۰۔ نادم سیتاپوری : ”غالب کے کلام میں الحاقی عناصر“ ، محولہ بالا، ص ۸۱

۲۱۔ نادم سیتاپوری : ”غالب کے کلام میں الحاقی عناصر“ ، محولہ بالا، ص ۸۷

۲۲۔ ایضاً، ص ۲۶۲